REGD E.P. NO 67
رجسٹرڈ ای۔پی نمبر ۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ممالک غیر
۱/۲ ۷ روپے
فی پرچہ ۲ ر

جلد ۵ | ۱۷ نبوت ۱۳۳۵ھ ش ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ ۷ ر نومبر ۱۹۵۶ء | نمبر ۴۲

سیکولر اسٹیٹ میں باقاعدہ مذہبی تعلیم کی صورت

مورخہ ۲۸ اکتوبر کو جے پور میں منعقدہ آل انڈیا تعلیمی کانفرنس میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے کانگرس کے جنرل سیکرٹری مسٹر شری من نرائن نے تمام مذاہب کے بنیادی اصولوں سے عوام کو متعارف کرانے اور سرکاری طور پر تعلیمی اداروں میں مذہبی تعلیم کی حمایت کرتے ہوئے جن خیالات کا اظہار کیا اس پر کچھ دوسروں کے اپنے انداز میں بیانات بھی شائع ہوئے ہیں۔

مسٹر شری من نرائن نے اپنی اس تقریر میں سیکولر اسٹیٹ کی تشریح کرتے ہوئے کہا تھا کہ

"میں نے لفظ سیکولر ان معنوں میں استعمال کیا ہے کہ ہم ایک ایسی سوسائٹی قائم کرنا چاہتے ہیں کہ جہاں پر ہر مذہب کا یکساں احترام ہوگا اور جس میں کوئی بھی سرکاری مذہب نہیں ہوگا۔ اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ سیکولر اسٹیٹ میں مذہب اور مذہبی تعلیم کی کوئی گنجائش نہیں۔ دوسری طرف اگر ہندوستان صحیح معنوں میں سیکولر اسٹیٹ بنا ہے تو اس کے تمام شہریوں کو تمام مذاہب کے بنیادی اصولوں سے واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ ان میں تمام مذاہب کے لئے یکساں احترام پیدا ہو۔"

اس سلسلہ میں انہوں نے تجویز پیش کی کہ:۔

"ایک چھوٹی کمیٹی بنائی جائے جو ہمارے سکولوں اور کالجوں میں اخلاقی اور مذہبی تعلیم کا کورس تیار کرے تاکہ ہم اس سوال پر مختلف ریاستی حکومتوں اور مرکزی محکمہ تعلیم سے مشورہ کر سکیں۔"

(الجمعیتہ دہلی ۱۰/۲۵ ۵۶)

جہاں تک کسی ملک کے استحکام اور اس کے تعمیری پروگرام کو کامیاب بنانے کا سوال ہے ہمارے نزدیک ایک مذہبی آدمی زیادہ مفید کام کر سکتا ہے۔ کیونکہ ملکی قوانین کا اطلاق تو ظاہر پر ہوتا ہے۔ مگر مذہب کی حکومت انسان کے دل پر ہوتی ہے اور جب کسی شخص کا ظاہر و باطن کسی امر میں لگ جائے تو حصول مدعا میں کسی طرح کا شبہ باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ اس وقت ملک میں بڑھ رہی بے اخلاقی، گراوٹ اور نوجوانوں کی بے راہ روی کی روک تھام کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ملک کی اکثریت میں مذہب سے دلچسپی کا رجحان بڑھایا جائے کیونکہ یہی چیز اس کا اصل علاج ہے۔ ورنہ جس طور سے نئی پود ان مہلک جراثیم کا شکار ہو رہی ہے وہ کسی صورت میں بھی خوشکن نتائج کی حامل نہیں۔

مگر اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جو تجویز ہمارے سامنے ہے گو وہ اپنی ظاہری شکل کے اعتبار سے خاصی بھلی معلوم ہوتی ہے لیکن جب ہم ہندوستانی باشندوں کے ان کثیر التعداد مذاہب پر نظر کرتے ہیں تو یہ تجویز ناقابل عمل سی نظر آتی ہے۔ بیشک اس حد تک تو یہ بات درست ہے کہ

"اگر ہندوستان صحیح معنوں میں سیکولر اسٹیٹ بنا ہے تو اس کے تمام شہریوں کو تمام مذاہب کے بنیادی اصولوں سے واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ ان میں تمام مذاہب کے لئے یکساں احترام پیدا ہو۔"

مگر اس پاکیزہ مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہمارے خیال میں براہ راست سرکاری مشینری کا حرکت میں آنا درست نہیں کیونکہ اس سے بیشمار پیچیدگیاں پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اس کی بجائے یہ کام مذہبی جماعتوں کے دائرہ عمل میں ہی رہنا چاہیئے۔ تا وہ اپنے اپنے معتقدات کے مطابق مذہبی تعلیم کا انتظام کریں۔ البتہ حکومت کی طرف سے اس قسم کا ایک جامع قانون بنا دیا جائے کہ ہر مذہب کا پیرو اپنی مسلمہ کتب کے حوالہ سے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور کسی شخص کو اس بات کی قطعاً اجازت نہ دی جائے کہ وہ دوسرے مذہب پر ایسے اعتراضات کرے جو اس مذہب کے پیروؤں کے معتقدات کے خلاف ہوں یا وہ اعتراضات خود اس کے اپنے مذہب پر بھی وارد ہو سکتے ہوں۔

اسی طرح مدارس کے لئے دیگر تعلیمی نصاب کی تیاری میں بھی اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ یکطرفہ مذہبی تعلیم کا غلبہ نہ ہونے دیا جائے اور تاریخ وغیرہ کے نام سے ایسی باتوں کے اندراج سے پرہیز کیا جائے جو دوسرے فرقہ کے خلاف نفرت پیدا کرنے کا باعث ہوں۔

خلاصہ کلام یہ کہ ہمارے نزدیک یہ بات زیادہ مفید ہو سکتی ہے کہ سیکولر اسٹیٹ کے غیر تعلیمی اداروں میں سرکاری انتظام کے ماتحت براہ راست مذہبی تعلیم کا انتظام کرنے کی بجائے یہ کام ایک خاص پابندی کے ساتھ جو ایک باضابطہ قانون کی صورت میں ہو، ملک کی مذہبی جماعتیں سرانجام دیں۔ اور حکومت اس قانون پر عمل درآمد کرنے کی نگرانی کا کام کرتی رہے اس طریق سے ہمارے ملک کو مذہبی تعلیم کی ترویج سے وہ مقصد بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور ساکنان ملک میں بسنے والے مختلف العقیدہ افراد کے مذہبی تصادم کا اندیشہ بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو سکتا ہے !!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۹ ر نومبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کل شام ۵ بجے جابہ سے بخیریت ربوہ تشریف لے آئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی و درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۰ ر نومبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۴ ر نومبر کو لاہور سے ربوہ بخیریت تشریف لے آئے۔ ۶ ر نومبر کو چند روز کے لئے جابہ تشریف لے گئے۔ ۸ ر نومبر کو بخیریت ربوہ تشریف لے آئے اور آج صبح چند دنوں کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔

حضور اقدس نے اس عرصہ کے لئے ربوہ میں مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس کو امیر مقامی مقرر فرمایا ہے۔

مکرم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب براستہ لندن بخیریت گولڈ کوسٹ (افریقہ) پہنچ گئے۔ آپ نے موصوف محکمہ تعلیم کے افسران سے ملاقات کی۔ عنقریب آپ پرنسپل احمدیہ کالج کماسی کے عہدہ کا چارج سنبھال لیں گے۔ اور اسی غرض سے آپ افریقہ تشریف لے گئے ہیں۔

زیورک (سوئٹزرلینڈ) اطلاع ملی ہے کہ مکرم شیخ ناصر احمد صاحب مبلغ سلسلہ پر اچانک بیماری کا حملہ ہوا۔ جس کی وجہ سے ان کی حالت تشویشناک ہے۔ احباب جماعت اپنے اس مجاہد بھائی کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

ایک قدیم اور مخلص صحابی کی وفات

ربوہ ۹ ر نومبر۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم اور مخلص صحابی حضرت میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں والے مورخہ ۷ ر نومبر کو وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جابہ سے تشریف لا کر ۸ ر نومبر کو جنازہ پڑھایا اور بعد میں آپ کے بیٹوں سے تعزیت فرمائی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے بھی جنازہ کو کندھا دیا۔ آپ کو بہشتی مقبرہ میں صحابہ کے خاص قطعہ میں دفن کیا گیا۔

مرحوم بہت پرانے صحابی تھے اور بہت مخلص بھی (ربانی کلید)

پاڈانگ (انڈونیشیا) میں مسجد احمدیہ کا سنگِ بنیاد

مسجد کی تکمیل پر اڑھائی لاکھ روپیہ خرچ کیا جائیگا

پاڈانگ (انڈونیشیا) مکرم سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا نے ۲۸/۱۰/۵۶ کو مسجد احمدیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ آپ کے بعد مولوی امام الدین صاحب اور مقامی جماعت کے بعض مخلصین نے بھی باری باری اینٹیں رکھیں۔ اس تقریب پر جماعت احمدیہ پاڈانگ کے سب افراد جن میں بوڑھے، نوجوان بچے اور خواتین سب موجود تھے۔ اس موقعہ پر قربانی کی گئی۔ اور اس طرح یہ تقریب اجتماعی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

اس مسجد کی تکمیل پر ۱/۲ ۲ لاکھ روپیہ خرچ کا اندازہ ہے۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۵۶ء

اسلام اور مسلمانوں کا بہت بڑا محافظ

مورخہ ۲۷، ۲۸، ۲۹ اکتوبر کو سورت میں جمعیۃ العلماء ہند کا انیسواں اجلاس منعقد ہوا جس کے اختتام پر مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نے جو تقریر فرمائی اُس کی تفصیل اخبار الجمعیۃ ۱۲ نومبر میں شائع ہوئی ہے جس کے ابتداء میں آپ نے عمل صالح بجا لانے پر زور دیتے ہوئے جن امور پر روشنی ڈالی ذیل کے اقتباسات سے ملاحظہ سامنے آسکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ابتدائی حالت اور پھر عروج و ترقی کا نقشہ اس آیت کریمہ میں کھینچا ہے:-

واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض تخافون ان یتخطفکم الناس فآواکم وایدکم بنصرہ ورزقکم من الطیبات لعلکم تشکرون
(سورت انفال ع ۳)

اس حالت کو یاد کرو جبکہ تم قلیل تھے ملک میں، تمہیں ڈر لگا رہتا تھا کہ لوگ تم کو اُچک لیں گے، پس ٹھکانا دیا تم کو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی نصرت اور امداد سے قوت بخشی اور پاکیزہ چیزوں کا رزق عطا فرمایا کہ شاید تم شکر گزار بن جاؤ)

. . . .

یہ اللہ تعالیٰ کے تین احسانات ہیں جن سے اس مٹھی بھر جماعت کو استقلال نصیب ہوا۔ اس کے بعد دوسری آیت میں مزید احسانات کا وعدہ ہے یعنی وعدہ ہے کہ ایسا اقتدار عطا ہوگا جس سے پوری دنیا میں تمہاری دھاک بیٹھ جائے اور دنیا عزت و احترام کرتے ہوئے پیغام حق کے سننے پر مجبور ہو ارشاد ہے:-

وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا (سورت نور ع ۷)

ان دو آیات کی تشریح کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:—

"اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کی بنیاد دو چیزوں پر رکھی ہے۔ ایمان اور عمل صالح۔ عمل صالح وہی ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ۲۳ سالہ دورِ حیات میں پیش فرمایا اور دنیا کو دکھا دیا کہ وحشت و بربریت کی پس ماندگیوں میں پڑی ہوئی قوم اس طرح تہذیب و تمدن بلند کر اور اقتدار اعلیٰ کی سب سے اونچی چوٹی پر پہونچا کرتی ہے"۔

پھر عمل صالح بجا لانے پر خاص زور دیتے ہوئے آپ نے بعض حقائق سے ان الفاظ میں پردہ اٹھایا:

"اللہ تعالیٰ نے جس طرح عروج و ترقی کے اصول بتائے تھے یہ ضمانت بھی دیدی تھی کہ جب تک یہ اعمال صالح باقی رہیں گے عروج میں زوال نہیں آسکتا لیکن اگر تمہارے اعمال بدل جاتے ہیں تو زوال یقینی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

ذٰلک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم (سورت انفال ع ۷)

(کوئی نعمت جو اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ اس کو بدلتا نہیں جب تک وہ خود اپنے اندر تبدیلی نہ پیدا کریں)

محترم بزرگو! ہم نے آہستہ آہستہ عمل صالح کو چھوڑا غیروں کی راہ اختیار کی جب ہم نے اپنی بدقسمتی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی راہ کو، آپ کی سنتوں اور آپ کے طریقوں کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے فضل و انعام کے اُس سایہ کو اُٹھا لیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں عطا فرمایا تھا۔

محترم بزرگو! ہمارا اقتدار طفیل تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں کا۔ ہم نے یہ مقدس دامن چھوڑا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم دنیا میں ذلیل و خوار ہوئے آزادی کے بجائے غلامی ہمارے سر پڑی آج بھی اگر ہم اقتدار حاصل کرنا چاہتے رہیں تو اس کا راستہ کھلا ہوا ہے وہی عمل صالح اور ایمان وا ذعان جس پر پہلے اقتدار مسلم کی بنیاد رکھی گئی تھی اس کو اختیار کریں ہماری عزت و حرمت کی گری ہوئی عمارت پھر سربفلک ہو جائے گی"۔

یہ خوشی کی بات ہے کہ قعر مذلت میں گرے ہوئے مسلمان کو قوم کے خیر خواہ ترقی کا راستہ دکھا رہے ہیں۔ جہاں تک مولانا کی تقریر میں مسلمانوں کو اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کرنے کے لئے عمل صالح بجا لانے کی طرف متوجہ کرنے کا تعلق ہے۔ یہ ایک امر مستحسن ہے۔ لیکن جب ہم مولانا ہی کی طرف سے پیش کردہ ہر دو آیات قرآنیہ پر نظر کرتے ہیں۔ تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فی الحقیقت عمل صالح کی بجا آوری ثانوی پوزیشن رکھتی ہے۔ اس سے کہیں پہلے آمنوا کی شرط کو کماحقہ پورا کرنے کی اشد ضرورت ہے آج نام کے مسلمان کی جگہ کام کا مسلمان بنانے کی بڑی ضرورت ہے۔ اور اُسے دل میں حقیقی ایمان پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے کیونکہ حقیقی ایمان دراصل اُس اعلیٰ بیج کی طرح ہے جس میں اس طور سے نشوونما کا مادہ پایا جاتا ہے کہ اگر اُسے اچھی زمین میں بو دیا جائے تو جلد پھوٹ نکلتا اور اپنی کونپل نکال کر ایک پودے اور پھر بڑے درخت کی صورت اختیار کر جاتا ہے اس حالت میں عمل صالح کی مثال اس پانی کی ہوتی ہے جو اس بیج کو اُگانے اسے نشوونما دلانے میں ممد و معاون ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ آبیاری کی صلاحیت اُس وقت نمایاں رنگ پکڑتی ہے جب اچھی زمین میں بیج بو دیا جائے۔

پس اگر آج قعر مذلت میں گر رہے مسلمان کو نکال کر ترقی کے بام عروج پر پہنچانے کے لئے کچھ کرنا ہے تو سب سے پہلے اسے آمنوا کا کاربند بنایا جائے یعنی اُسے پھر سے مسلمان اور حقیقی مومن بنایا جائے اُس کی پاکیزہ فطرت کی زرخیز زمین میں سچے ایمان کی تخم ریزی کی جائے۔

چنانچہ پیش کردہ آیات میں سے پہلی آیت میں جس عملی نمونہ کو دکھایا گیا ہے۔ وہ بھی اسی طرف راہنمائی کرتا ہے کہ کس طرح عرب کے بادیہ نشینوں کی زندگی کا رُخ ہی بدل گیا جبکہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ ہاتھ سے اُن کے دلوں کی زرخیز زمین میں ایمان کا بیج بو دیا گیا اسی ایمانی حرارت کے دم قدم سے وہ مٹھی بھر جماعت اس انقلاب عظیم برپا کرنے کا موجب ہوئی جس نے دنیا کا نقشہ ہی بدل دیا!!

اگر ہم قرن اول کے مسلمانوں کی تعداد کا موجودہ اسی کروڑ مسلمانوں کی تعداد کے ساتھ موازنہ کریں تو یہ بات بآسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ باوجود کثرت تعداد کے آج مسلمان کیوں اس قدر ذلیل و غیر محترم ہیں اور باوجود وسیع اسلامی حکومتوں کے مالک ہونے کے اپنے تئیں سب سے کمزور اور غیر محفوظ کیوں یقین کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ایک لمبے عرصہ سے مغربی اقوام کے مظالم کا تختہ مشق بنے چلے آرہے ہیں۔ حتیٰ کہ عرب ممالک کے قلب میں ان کی مرضی کے خلاف اسرائیلی حکومت قائم کر کے ہمیشہ کے لئے ان کے امن و سکون کو خطرہ میں ڈال دیا گیا اور اس کے باوجود عرب ممالک اس کے ختم کرنے کے لئے کوئی محکم قدم اُٹھانا تو درکنار کبھی بھی متفق و متحد نہ ہو سکے۔ حتیٰ کہ ان کے باہمی اختلاف سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس نے اپنے قدم جمانے شروع کر دیئے۔ پھر حالیہ چند روز میں اس مار آستین نے جو گل کھلائے ان سے دنیا کا کوئی باہوش مسلمان غافل نہیں رہ سکتا!!

مگر وہ مسلمان جس کے نام سے بڑی بڑی سلطنتوں کے حکمران تھرتھراتے تھے وہی باوجود اس قدر کثرت تعداد کے بجائے خود لرزاں و ترساں ہے!! اس کی وجہ یہی ہے کہ

آج مسلمانوں میں وہ سچا ایمان نہیں رہا کیونکہ سچا ایمان ان کے اندر قوتِ عمل پیدا کرتا ہے اس کے دماغ کو روشنی اور دل کو بصیرت بخشتا ہے جس سے دشمن کے قلعوں کو مسمار کرنے اور اُس کی تدابیر کو ناکام بنانے اور اُس کی ہزیمت کے سامان تیار کئے جا سکتے ہیں!!

یہی وہ اہم نکتہ ہے جس کے بارہ میں سورت انفال کی مذکورۃ الصدر آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمانوں کی دشمنوں کے مقابل پر مضبوط پوزیشن حاصل ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اور آپ کے بعد مستقل طور پر مسلمانوں کے لئے بہت بڑے ذریعہ حفاظت کا ذکر دوسرے نمبر پر مذکورہ آیت یعنی سورت نور کی آیت استخلاف میں بیان کیا گیا ہے۔ درحقیقت یہی وہ نعمت عظمیٰ ہے جس سے محرومی کے باعث مسلمان انفرادی اور اجتماعی طور پر (باقی صفحہ پر)

خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ خلافت کی ہمہ گیر اہمیت اور اس کی ضرورت کے احساس کو ہمیشہ قائم رکھیں!

سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ کے اختتامی اجلاس سے سیدنا حضور خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

(ربوہ ۲۰ ر ۱۷ر اکتوبر کو مجلس خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع ہوا تھا جس کے افتتاحی اجلاس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو خطاب فرمایا اس کا ملخص اخبار بدر مجریہ میں دیا جا چکا ہے۔ مورخہ ۱۹ر اکتوبر کو اس اجتماع کے اختتامی اجلاس سے حضور انور نے جو ایمان افروز خطاب فرمایا اس کا ملخص بھی افادہ احباب کی خاطر اخبار الفضل سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

پروگرام کے مطابق سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۹ر اکتوبر کو تین بجے سہ پہر کے قریب مقام اجتماع میں تشریف لائے اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خدام سے جو ولولہ انگیز خطاب فرمایا اس کا ملخص اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے:۔

حضور ایدہ اللہ کا خطاب

حضور ایدہ اللہ نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد پہلے خدام سے ان کا عہد دہرایا جو تمام خدام نے حسب معمول کھڑے ہو کر دہرایا۔

بعد ازاں حضور نے خطاب کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم میں بتایا ہے کہ ہم ایمان بالخلافت رکھنے والوں اور اس کی مطابقت میں اعمال صالح بجالانے والوں سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم ان میں ضرور خلافت قائم کریں گے بالکل اسی طرح جس طرح ہم نے ان سے پہلے یہود اور نصاریٰ میں خلافت کی تھی۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ خلافت ایک وعدہ ہے اور یہ وعدہ بعض شرائط کے ساتھ مشروط ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر تم لوگ یہ شرائط پوری کرو گے تو یہ وعدہ پورا کیا جائے گا۔ اور اگر ان شرائط کو پورا نہیں کرو گے تو یہ وعدہ بھی پورا نہیں ہوگا۔ ان شرائط میں سے پہلی شرط ایمان کی ہے جس سے مراد ایمان بالخلافت ہے۔ اسی طرح دوسری شرط وہ اعمال صالحہ ہیں کہ جو اس ایمان بالخلافت کی مطابقت میں کئے جائیں۔ ظاہر ہے کہ اگر کسی کو یقین ہو جائے کہ وہ کسی بڑے عہدے پر پہنچ سکتا ہے تو وہ لازماً اس کے لئے کوشش بھی کرے گا۔ اور اتنی کوشش کرے گا کہ جو اس عہدے کے شایان شان ہو۔ سو اسی طرح اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ جو لوگ اس یقین پر قائم رہیں گے کہ خلافت آئے گی۔ اور پھر اس کے مطابق اعمال صالحہ بھی بجا لائیں گے۔ تو پھر ہم ان کے حق میں خلافت کا وعدہ ضرور پورا کریں گے۔ اور اگر لوگ اس یقین سے عاری ہو گئے۔ اور اس کے مطابق اعمال بجا نہ لائے تو پھر خلافت کا وعدہ بھی پورا نہیں ہوگا۔

قرنِ اول میں برکاتِ خلافت کا ظہور

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس امر پر تفصیل سے روشنی ڈالی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایمان بالخلافت اور اعمال صالحہ کی شرط کے ساتھ خلافت کا وعدہ کس شان سے پورا ہوا۔ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں اسلام کو دنیا میں کس قدر شوکت و عظمت حاصل ہوئی۔ لیکن بعد میں مسلمانوں نے ان شرائط کی پابندی ترک کر دی۔ اور ایمان بالخلافت میں اس قدر کمزوری واقع ہو گئی کہ بعض لوگوں نے خلافت کی اہمیت کو نہ سمجھتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہایت بے دردی سے شہید کر دیا۔ آپ کا شہید ہونا تھا کہ پھر مسلمان آج تک کسی ایک ہاتھ پر اکٹھے نہیں ہوئے۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد خلافت حقہ کا سلسلہ عملاً ختم ہو گیا۔ اور مسلمان شرائط کے پورا نہ ہونے کے باعث خلافت کے وعدے اور اس کی برکات سے محروم ہو گئے۔

خلافت احمدیہ کی برکات

اس کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس آخری زمانہ میں خلافت احمدیہ کے قیام اور اس کی برکات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور اس ضمن میں یہ بتایا کہ نظام خلافت کی برکت سے کس طرح مختلف ممالک میں اشاعت اسلام کے مراکز قائم ہوئے۔ مساجد کی تعمیر عمل میں آئی۔ اور مختلف زبانوں میں قرآن شریف کی اشاعت ہوئی اور اب بفضلہ تعالیٰ اشاعت اسلام کا یہ سلسلہ کس طرح وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ نیز حضور نے مختلف ابتلاؤں اور مشکلات میں خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ ہم نے قدم قدم پر خلافت حقہ کی برکات مشاہدہ کی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور اس کی مدد کے ایسے ایسے نشان دیکھے ہیں کہ جو خود اس کی ہستی اور سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر زندہ گواہ ہیں۔ اس ضمن میں حضور نے خلافت ثانیہ کے قیام کے وقت جماعت کی مالی کس مپرسی کے بالمقابل موجودہ مالی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب منکرین خلافت نے قادیان کو چھوڑا تھا۔ تو صدر انجمن کے خزانے میں صرف سترہ روپے تھے۔ لیکن آج بفضلہ تعالیٰ جماعت کا بجٹ لاکھوں روپے کا ہوتا ہے۔ جس کی مدد سے اطراف و جوانب عالم میں اسلام کی اشاعت کا فریضہ ادا ہو رہا ہے۔ نیز حضور نے بتایا کہ متعدد اندرونی اور بیرونی فتنوں اور بالخصوص ۱۹۵۳ء کے احراری ایجی ٹیشن اور ۱۹۷۴ء کے فسادات کے وقت نظام خلافت کی برکت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرتیں کس طرح بارش کی طرح برسیں۔ اور ہر موقعہ پر جماعت معجزانہ طور پر محفوظ و مامون رہی جب حضور ان غیر معمولی تائید کا ذکر فرما رہے تھے۔ تو فضا بار بار نعرہ ہائے تکبیر اور خلافت زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھتی تھی۔

اسی تسلسل میں حضور نے حالیہ فتنہ منافقین کا ذکر کرتے ہوئے اس امر پر بھی روشنی ڈالی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح رویاء کے ذریعہ آج سے برسوں پہلے اس فتنہ کی خبر دے دی تھی۔ چنانچہ حضور نے ۱۹۶۲ء سے کر موجودہ وقت تک الفضل میں طبع شدہ اپنے متعدد رؤیا بیان کئے۔ اور واضح کیا کہ وہ رؤیا کس طرح حیرت انگیز رنگ میں موجودہ فتنہ کی شکل میں پورے ہوئے ہیں نیز بتایا کہ ان رؤیاء کے مطابق ہی یہ فتنہ اٹھانے والے اپنے ارادوں میں یقیناً ناکام و نامراد رہیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ جماعت کو پہلے سے بڑھ کر ترقی عطا کرے گا۔

یوم خلافت منانے کی تحریک

آخر میں حضور نے پھر اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ خلافت کا وعدہ ایمان بالخلافت اور اعمال صالحہ کے ساتھ مشروط ہے۔ خدام کو نصیحت فرمائی کہ وہ ہر سال "یوم خلافت" منایا کریں۔ حضور نے فرمایا جس طرح جماعتیں سال کے سال سیرت النبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلسے منعقد کرتی ہیں۔ اسی طرح باقاعدہ دن مقرر کر کے جلسے منعقد کئے جائیں۔ اور ان میں خلافت کی اہمیت اور اس کی عظیم الشان برکات کو واضح کیا جائے۔ تاکہ جماعت میں خلافت کا احترام اور اس کی ضرورت کا احساس ترقی کرتا رہے۔ اور آنے والی نسلیں وعدۂ خلافت کی قرآنی شرائط پوری کر کے اس کی برکات سے قیامت تک مستفیض ہوتی رہیں۔ حضور نے فرمایا۔ ان جلسوں میں یہ سب امور بیان کئے جائیں۔ کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے احمدیت کے ذریعہ خلافت کے نظام کو دوبارہ قائم فرمایا ہے اس نظام کے قیام کے لئے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے کیا کوششیں کیں۔ اور منکرین خلافت کے عزائم کو ناکام بنانے کے لئے اپنی تقریروں اور خطبات میں کس کس طریق پر خلافت کی اہمیت کو واضح کیا۔ ان سب باتوں کی تفصیلات کچھ عرصہ سے احباب جماعت کے ذہنوں سے اتر گئی تھیں لیکن حالیہ فتنہ کے دوران میں الفضل میں یکجائی طور پر شائع ہونے سے وہ ایک بار پھر جماعت کے سامنے آگئی ہیں۔ خلافت کی اہمیت اور اس کی برکات واضح کرنے میں ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا "یوم خلافت" پورے اہتمام سے منائیں۔ اور قیامت تک منائے چلے جائیں۔ تاکوئی وقت بھی ایسا نہ آئے کہ جماعت اُن شرائط کی بجا آوری سے غافل ہو۔ کہ جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ مشروط کیا ہے۔ ان شرائط کو پورا کرو۔ اور کرتے چلے جاؤ۔ تاکہ قیامت تک خلافت کا سلسلہ جاری رہے۔ اور دنیا اس کی برکات سے قیامت تک متمتع ہوتی رہے۔

آخر میں حضور نے خدام کو کثرت سے درود پڑھنے اور تسبیح کرنے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا یہ چیزیں تعلق باللہ کے لئے نہایت ضروری ہیں نیز دعا فرمائی۔ کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے دشمنوں کے دل کھول دے۔ اور وہ اسلام کی ابدی صداقتوں کو قبول کرتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائیں۔ حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے اور وہ دیکھیں کہ یہ کس شان کا رسول ہے۔ پھر ساری دنیا میں جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہا ہے۔ ایک ہی رسول ہو یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

بعدہٗ حضور نے ایک پُرسوز اجتماعی دعا کرائی۔ اور خدام سے ان کا عہد دہرا کر اپنے ولولہ انگیز خطاب کو ختم فرمایا۔ (الفضل ۲۵ ؍ ۱۰)

یہ نظامِ خلافتِ الٰہی کی برکت ہے کہ عیسائی دنیا آج اپنی شکست اور اسلام کی فتح کا اقرار کرنے پر مجبور ہو رہی ہے!

انصار اللہ کے دوسرے سالانہ اجتماع کی اختتامی تقریر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور خطاب

ربوہ میں ۲۶، ۲۷ اکتوبر کو انصار اللہ کا دوسرا سالانہ اجتماع ہوا۔ اس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو اختتامی خطاب انصار سے فرمایا اس کا ملخص گذشتہ پرچہ میں دیا۔ چنانچہ ذیل میں اس کے اختتامی اجلاس میں حضور انور کے روح پرور خطاب کا ملخص الفضل سے نقل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

انصار اللہ کا عہد

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ٹھیک تین بجے جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آپ نے سب سے پہلے انصار سے ان کا مندرجہ ذیل عہد لیا جو اس اجتماع کے موقعہ پر حضور کی منظوری سے انصار نے اپنے لئے تجویز کیا ہے۔ تمام انصار نے کھڑے ہو کر یہ عہد دہرایا

"اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ
میں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا۔ اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔"

انصار اللہ کے معنے

عہد دہرانے کے بعد حضور نے فرمایا:-
آپ کی جماعت کا نام انصار اللہ ہے جس کے معنے ہیں اللہ کے مددگار۔ اللہ تعالیٰ کو تو کسی مدد کی ضرورت نہیں۔ اس لئے یہاں اس اضافت سے مراد یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے زندہ اور قائم و دائم ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنی خصوصیات کو ہمیشہ قائم رکھو اور جو عہد اس وقت تم نے کیا ہے نہ صرف خود اس پر عمل پیرا رہو بلکہ اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ اس پر عمل کرنے کی تلقین کرتے رہو۔

حضور نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ ہماری آئندہ نسلوں کو اس عہد کے نبھانے کی توفیق دیتا چلا جائے تو کچھ بعید نہیں کہ عیسائیوں کے ہاں پوپ کی شکل میں جو خلافت جاری ہے اس سے بھی زیادہ لمبے عرصہ تک اللہ تعالیٰ ہم احمدیت میں خلافت کے نظام کو قائم رکھے۔ اور اس طرح سلسلہ کی تنظیم کے ماتحت دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچ جائے۔ ظاہر ہے کہ تبلیغ کا یہ عظیم الشان کام کوئی ایک آدمی نہیں کر سکتا یہ کام تبھی ہو سکتا ہے جبکہ ایک با قاعدہ جماعت جمع ہو اور ایک تنظیم کے ماتحت جماعت کے تمام افراد اتنا چندہ جمع کریں جو تبلیغ کے لئے ضروری ہے۔ اور یہ تنظیم سوائے خلافت کے قائم رہنے کے ناممکن ہے۔

احمدیت کے ذریعے عیسائیت کی شکست

عیسائیت کی عظیم طاقت اور ان کے وسیع تبلیغی نظام کے باوجود احمدیت کے ہاتھوں عیسائیت کو شکست ہو رہی ہے۔ حضور نے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ آپ لوگ تو دس فی صدی بلکہ اس سے بھی زیادہ چندہ دیتے ہیں لیکن عیسائیوں کے ہاں سال میں صرف ایک دفعہ ایک آنہ لیا جاتا ہے۔ جسے Peter's Penny یعنی پوپ کا آنہ کہتے ہیں لیکن عیسائیوں کی تعداد چونکہ بہت زیادہ ہے یعنی ساٹھ کروڑ کے قریب اس لئے ایک آنہ لیکر بھی وہ پونے چار کروڑ روپیہ جمع کر لیتے ہیں جس سے اس وقت ۷۰ لاکھ عیسائی مبلغ عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ اس کے بالمقابل آپ لوگوں کا سارا چندہ پندرہ بیس لاکھ ہوتا ہے اور صرف سو ڈیڑھ سو مبلغ آپ کے کام کر رہے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے پھر بھی آج حالت یہ ہے کہ عیسائی دنیا کا احمدیت نے ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ اور وہ لوگ خود اعتراف کر رہے ہیں۔ کہ احمدی ہمیں شکست پر شکست دے رہے ہیں۔ گولڈ کوسٹ، سیرالیون اور نائیجیریا کے علاقوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت ہزاروں کی جماعت موجود ہے۔ ان میں سے اکثر عیسائیت ہی سے نکل کر اسلام کی آغوش میں آئے ہیں۔ ایک زمانہ تھا جبکہ عیسائیوں کو یقین تھا کہ سارا نائیجیریا عیسائیت کی آغوش میں آ جائے گا۔ لیکن اب ہمارے مبلغین کی تبلیغی کوششوں کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ خود عیسائی برملا یہ کہہ رہے ہیں کہ ہوا کا رخ بدل گیا ہے۔ تعلیم یافتہ لوگ سرعت کے ساتھ اسلام سے متاثر ہو رہے ہیں۔ اور اسلام کا پلہ بھاری ہو رہا ہے۔ پھر جو لوگ مسلمان ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ اپنے اخلاص اور قربانی میں بھی نمایاں ترقی کر رہے ہیں اس ضمن میں حضور نے متعدد مثالیں دے کر بتایا کہ کس طرح وہ لوگ اسلام کی خاطر بڑھ چڑھ کر قربانی کر رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا دنیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ الزام لگایا کرتی تھی کہ آپ نعوذ باللہ عیسائیت کے ایجنٹ ہیں۔ لیکن خدا نے واقعی طور پر بھی یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب عیسائیت کے ایجنٹ نہیں بلکہ دشمن اور اسلام کے ایجنٹ تھے۔ یہ محض خدا کا فضل ہے کہ آج حضرت مرزا صاحب کی غریب جماعت کو اللہ تعالیٰ یہ توفیق دے رہا ہے کہ اس کے ذریعہ افریقہ میں مساجد بن رہی ہیں۔ سکول اور کالج قائم ہو رہے ہیں۔ اخبار شائع ہو رہے ہیں۔ اور عیسائی اتنی کثرت سے مسلمان ہو رہے ہیں کہ خود عیسائی مشنری اپنی شکست کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔

دلائل اور براہین کا عظیم الشان ذخیرہ

حضور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اسلام اور قرآن مجید کی صداقت ظاہر کرتے ہوئے دلائل و براہین کا جو ذخیرہ عطا فرمایا ہے۔ عیسائیت ہرگز اس کی تاب نہیں لا سکتی۔ مثلاً وفات مسیح کے مسئلہ کو ہی لے لو اس مسئلہ کو پیش کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائیت کی بنیاد کو ہی ختم کر دیا ہے۔ پھر روحانیت کے پہلو سے اگر دیکھا جائے تو آپ نے ایک اہم نکتہ یہ پیش فرمایا کہ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے اس نکتہ نے گویا قرآنی حقائق و معارف کا دروازہ کھول دیا۔ حق یہ ہے کہ قرآن میں ناسخ منسوخ کا عقیدہ رکھنے سے ایمان بالقرآن رہ ہی نہیں سکتا تھا۔ اور سارا قرآن مشکوک ہو جاتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نکتہ پیش فرما کر گویا مسلمانوں میں زندگی کی ایک نئی روح پھونک دی۔

حضور نے فرمایا۔ لیکن یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ دلائل و براہین کے اس عظیم الشان ذخیرہ کی مدد سے تم افریقہ اور دنیا کے دیگر حصوں میں عیسائیت کو شکست فاش دے رہے ہو۔ یہ محض اسی نظام کی برکت ہے۔ جس کا دوسرا نام خلافت ہے۔ اور جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الوصیت میں قدرت ثانیہ کے نام سے موسوم فرمایا ہے اگر خلافت کا نظام نہ ہوتا۔ تو یقیناً تمہاری طاقت پراگندہ ہو چکی ہوتی۔ اور تمہیں کبھی اس طرح وسعت اور کامیابی کے ساتھ تبلیغ اسلام کی توفیق نہ ملتی۔ یہ خلافت ہی کی برکت ہے۔ جس نے تمہیں ایک ہاتھ پر جمع کر کے عیسائیت کو شکست دینے کی توفیق دی ہے۔ ہاں چونکہ یہ خلافت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیابت میں قائم ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خادم تھے۔ اس لئے اس کام کا اصل کریڈٹ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اور ان کے خادم اور غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہی ملے گا۔ اسلام جوں جوں ترقی کرے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وآلہٖ وسلم اور قرآن کریم کی شان بڑھے گی۔ اور ہر مسلمان اور احمدی کا کام در اصل انہی کی طرف منسوب ہو گا۔

حضور نے فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ساری جماعت کو ایک لمبے عرصہ تک خلافت کے بابرکت نظام کو قائم رکھنے کی توفیق دے۔ تو انشاء اللہ وہ دن جلد آ جائے گا۔ جب مسیح محمدی کے ذریعہ عیسائیت کو شکست فاش ہو گی۔ اور اسے بھاگنے کو کوئی راستہ نہ ملے گا۔ اور ساری دنیا میں اسلام غلبہ حاصل کرے گا۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ سب اپنے عہد پر قائم رہیں۔ مدد اس پر زور دیں۔ اور قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کریں۔ اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی ایسا ہی کرنے کی تلقین کرتے رہیں۔

ہمارا خدا آج بھی زندہ خدا ہے

موجودہ فتنہ منافقین کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ اس فتنہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے

(باقی صفحہ ۸ پر)

کسی وقت بھی کوئی خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل انچارج جامعۃ المبشرین قادیان)

جب کسی خلیفہ کی طرف سے کوئی بات بعض نادان لوگوں کی مرضی کے خلاف ظاہر ہوتی ہے۔ تو وہ بجائے اس کے کہ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں یا اصلاح کا طریق اختیار کریں خلیفہ کی معزولی کا سوال کھڑا کر دیتے ہیں۔ جو ان کی نادانی اور نفس پرستی کی دلیل ہے وہ ایسا سوال کھڑا کر کے دراصل قوم کے شیرازہ کو بکھیرنا چاہتے ہیں ایسا سوال خلافت راشدہ کے زمانہ میں قرآن اول میں اٹھایا گیا تھا اور اب جبکہ خلافت کو اللہ تعالیٰ نے پھر منہاج نبوت پر کھڑا کیا ہے اٹھایا گیا ہے اس سوال کی وجوہات حسب ذیل قرار دی جا سکتی ہیں:

(۱) چونکہ قوم خلیفہ کا انتخاب عمل میں لا کر اسے اپنا خلیفہ بناتی ہے اس لئے وہ یہ بھی حق رکھتی ہے کہ اسے جب چاہے معزول کر دے۔

(۲) خلیفہ معصوم عن الخطا نہیں ہو سکتا۔ وہ غلطی کر سکتا ہے اور اس کی غلطی قوم کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔

(۳) خلیفہ بوڑھا یا فاتر العقل ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ کسی وقت بڑھاپے یا مرض شدید کی وجہ سے نظام سلسلہ کو نہ چلا سکے ایسے وقت میں کسی اور خلیفہ کی ضرورت پیش آئے گی۔ اور دوسرے کا انتخاب نہیں ہو سکتا۔ جب تک پہلے کو معزول نہ کر دیا جائے۔ اس لئے قوم کی بڑھتی ہوئی ضروریات اور اس کے نظام کے بڑھتے ہوئے پھیلاؤ وسعت کی وجہ سے سلسلہ اس امر کے لئے مجبور ہوگا کہ کسی اور کے مضبوط کندھوں پر اس کا بوجھ رکھے۔

بظاہر یہ وجوہات خوشکن و معقول نظر آتی ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان تینوں میں سے کسی میں بھی کوئی معقولیت نہیں اس لئے کہ:۔

(۱) اگر ان امور کی بناء پر خلیفہ کو معزول کر دیا جائے تو نبی کا کام جس کی تکمیل کے لئے خلیفہ کو کھڑا کیا جاتا ہے کبھی بھی سرانجام نہیں پا سکتا اور وہ ادھورا کا ادھورا ہی رہ سکتا ہے۔

(۲) یہ درست نہیں کہ خلیفہ صرف قوم کے انتخاب سے کھڑا ہوتا ہے بلکہ خلیفہ خواہ نبی ہو یا غیر نبی وہ خدا کے کھڑا کرنے سے کھڑا ہوتا ہے اور اگرچہ بظاہر نبی کے خلیفہ کی جانشینی بظاہر قوم کے انتخاب سے عمل میں آتی ہے۔ لیکن اس میں بھی خدا تعالیٰ کا ہاتھ کام کر رہا ہوتا ہے۔ سورہ نور میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لیستخلفنھم فی الارض۔ ہمارے نزدیک اس میں دونوں قسم کے خلیفوں کا ذکر ہے۔ خواہ وہ خود نبی ہو۔ یا نبی کا جانشین ہو۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے کسی ایک کی تخصیص نہیں فرمائی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ نبی بھی خلیفہ ہوتا ہے جیسا کہ وہ آدم کے متعلق فرماتا ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ اور داؤد کے متعلق فرمایا یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض اور اس امر کے متعلق تو کوئی اختلاف نہیں کہ نبی کا جانشین بھی خلیفہ ہی کہلاتا ہے۔

اس آیت میں جہاں اجرائے نبوت کا ثبوت ملتا ہے وہاں اس میں یہ بھی ذکر موجود ہے کہ نبی اور اس کا جانشین خدا کے حکم اور اس کی منشاء کے ماتحت کھڑے ہوتے ہیں۔ نبی کو اللہ تعالیٰ خود حکم دے کر کھڑا کرتا ہے۔ اور نبی کے جانشین کو قوم کے انتخاب کے ذریعہ سے سامنے لاتا ہے۔ گو دیکھنے میں جماعت مومنین اس کا انتخاب کرتی ہے۔ مگر خدا کی منشاء و تقدیر اس کے پیچھے کام کر رہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ خاص تصرف کے ذریعہ سے جماعت کے دلوں کو خلافت کی قابلیت و اہلیت رکھنے والی ہستی کی طرف پھیر دیتا ہے اور وہ اس پر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اور اس میں سکینت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس جب یہ امر مسلم ہے کہ خلیفہ کو خدا کھڑا کرتا ہے تو قوم کو اسے معزول کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اختلاف کو جو اس موقعہ پر پیدا ہو سکتا ہے دور کرنا چاہتا ہے۔ ورنہ وہ بھی اگر صرف خدا کے حکم سے کھڑا ہوگا۔ تو خلافت کے کئی جھوٹے دعوے دار کھڑے ہو جاتے اور قوم کے لئے خود غرض لیڈروں میں سے سچے کی تمیز باقی نہ رہتی۔ اور اس طرح قوم تفرقہ و انتشار کا شکار ہو جاتی یہی وجہ ہے کہ اس کے لئے خدا تعالیٰ نے انتخاب کا طریق جاری فرمایا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے اگر کوئی دوسرا خلیفہ کھڑا ہو جائے تو اس کی خلافت باطل ہوگی تم اس کا ساتھ نہ دو۔ اور اس کے مقصد کو باطل اور ناکام کر دو۔

(۳) پھر یہ امر بھی دیکھنے کے قابل ہے کہ خلافت نہ ڈکٹیٹرشپ ہے۔ نہ ملوکیت یا جمہوریت بلکہ وہ ان سے بالکل جداگانہ حیثیت رکھتی ہے اگر بادشاہ یا ڈکٹیٹر یا صدر جمہوریت کی طرح خلیفہ کو الگ کر دیا جائے تو کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ معزولی کے جواز سے تو خلافت مسخر ہو سکتی ہے۔ اس کا کوئی وقار دلوں میں نہیں رہ سکتا۔ اس کی عزت اس کا مقام اس کی پوزیشن سب خطرہ میں پڑ سکتی ہے۔ اس طرح لوگوں کے دلوں سے اس کا احترام اٹھ جانے سے عدم اطاعت۔ عدم تعاون اور گستاخانہ سپرٹ پیدا ہو سکتی ہے۔ اور جب ایسی صورت پیدا ہو جائے گی تو لازماً اس کا اثر نظام سلسلہ پر پڑے گا۔ اور اس کے نتیجہ میں قوم کا شیرازہ بکھر کر رہ جائے گا اور اتحاد اور یکجہتی جو اسلام پیدا کرنی چاہتا ہے وہ رہ کر تفرقہ انتشار اور بدامنی کی صورت رونما ہو جائیگی اور یہ بہت بڑا خطرہ ہے۔ حالانکہ امن و اتحاد پیدا کرنا اسلام کا اولین مقصد ہے۔

(۴) پھر یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ معزولی کا دروازہ کھولنے اور اس کی اجازت دینے سے ہر فتنہ پرداز اور منافق اور بدعمل کو یہ سوال کھڑا کر کے نت نیا فتنہ پیدا کرنے کا موقعہ ملتا ہے

(۵) علاوہ ازیں یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ جب خدا تعالیٰ خود خلیفہ بناتا ہے۔ اور وہ جسے اہل سمجھتا ہے اسے کھڑا کر دیتا ہے۔ اور اس کے لئے اس نے قوم کو انتخاب کا موقع بھی دیا ہے۔ تو یہ قوم کا حق نہیں ہے بلکہ محض اس کا احسان ہے کہ اس طرح اس نے کئی قسم کی خرابیوں سے اُسے بچا لیا۔ اور پھر اس کی کوئی سند بھی قرآن کریم یا حدیث میں موجود نہیں پس تو پھر اسے قوم کا حق جتلانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

(۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا اگر اُسے کوئی اتارنے کی کوشش کرے تو تم اسے نہ اتارنا۔ اس روایت سے یہ امر بالکل عیاں ہے کہ خلافت کا جوا نہ کوئی دوسرا خلیفہ کے کندھوں سے اتار سکتا ہے۔ اور خلیفہ کو یہ اختیار ہے کہ خلیفہ بننے کے بعد خلافت کو ترک کر کے اس ذمہ داری سے اپنے آپ کو الگ کرے کیونکہ اس کا ایسا کرنا بھی قوم میں فتنوں کا دروازہ کھولنے کا باعث بن سکتا ہے۔

(۷) علاوہ ازیں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر خلیفہ کی معزولی جائز تسلیم کر لیا جائے تو کوئی بھی اپنے آپ کو اس عہدہ کی ذمہ داری کے اٹھانے کے لئے آگے نہ آئیگا بلکہ وہ اس سے دور بھاگے گا۔ کیونکہ وہ یہی سمجھے گا کہ جب بھی قوم کی مرضی ہوگی مجھے اس عہدہ سے الگ کر کے نیچے گرا دے گی۔ ایسی صورت میں کوئی خلیفہ بھی استقلال کے ساتھ اس رنگ میں کام کرنے کا اہل نہ ہوگا جس طرح عدم معزولی کی صورت میں وہ اپنے آپ کو اہل پائے گا۔ معزولی کے جواز کی صورت میں لازمی طور پر قوم کو ہمیشہ کے لئے نقصان اٹھانا پڑے گا۔ خلیفہ ایک طرح قوم کا سب سے بڑا خادم ہے وہ اپنی جان مال سب کچھ اس کے لئے قربان کرنے کے لئے بھی تیار ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ اس کام کی مستقل ذمہ داری اپنے متعلق سمجھتا ہو۔ اور اگر اس کی مستقل ذمہ داری قرار نہ دی جائے بلکہ معمولی معمولی امور کی وجہ سے اسے ساری قوم کی نظروں سے گرانے کی کوشش کی جائے تو یہ امر جس طرح قوم کی اخلاقی گراوٹ کا باعث بن سکتا ہے اسی طرح خلیفہ کو حقیقی قربانیوں سے روک سکتا ہے

(۸) پھر ایسے معزول شدہ خلفاء ہمیشہ قوم میں تفرقہ پیدا کرنے کا باعث ہو سکتے ہیں۔ وہ اس معزولی کا بدلہ لینے کے لئے ریشہ دوانیوں کا ایک جال قوم میں بچھا دینگے اور قوم کو کبھی امن و چین سے نہ بیٹھنے دیں گے۔

(۹) یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دنیا کا کونسا انسان ہے جس سے کبھی غلطی سرزد نہیں ہو سکتی اگر ایسی غلطیوں کی وجہ سے اس کی معزولی کا جواز پیدا کر دیا جائے۔ تو جو کل کو نیا خلیفہ کھڑا ہوگا وہ بھی اسی طرح غلطیوں کا شکار ہو کر قوم کی اس تیز دھار تلوار پر اپنی گردن رکھنے پر مجبور ہوگا اور اس طرح کوئی بھی خلیفہ معزولی سے نہ بچ سکے گا۔ بیشک خلیفہ سے بھی غلطی ہو سکتی ہے مگر وہ خدائی تصرف کے ماتحت ہونے کی وجہ سے کوئی ایسی غلطی نہیں کر سکتا۔ جو ساری قوم کو تباہی کے گڑھے میں گرا دے۔ اگر ایسا ہو سکتا تو کسی خلیفہ کو کسی دوسرے خلیفہ کے نامزد کرنے کی اجازت نہ ہوتی۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بعض خلفاء نے اپنے بعد خلیفہ کو نامزد کیا اور قوم نے اسے خوشی سے قبول کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو پہلے ہی دن خطبہ میں یہ فرما دیا تھا۔ کہ لوگو! میں غلطی کر سکتا ہوں۔ اگر میں غلطی کروں تو میری غلطی مجھ پر ظاہر کر دیا کرو۔ تا کہ اس کی اصلاح ہو سکے تاریخ بتاتی ہے کہ خلفاء راشدین سے بھی غلطیاں ہوتی رہیں۔ پھر کوئی مسلمان بھی اس امر کا قائل نہیں کہ ان کو معزول کر دینا چاہیئے تھا۔ پس اب بھی جبکہ خلیفہ خلفاء راشدین ہی کے طریق پر کھڑا ہوگا۔ تو اسے کیوں معزول کیا جائے گا۔

(۱۰) آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ آخری زمانہ میں بھی خلافت منہاج نبوت پر قائم کی جائیگی پس منہاج نبوت پر کھڑے ہونے والے خلفاء کی معزولی کا سوال کھڑا کرنے والے نادان ہیں اور اسلام و سلسلہ کے دشمن ہیں۔ ورنہ غلطی تو انبیاء سے بھی سرزد ہوتی ہے۔ تو کیا محض غلطی کی وجہ سے نبی کو بھی اس کے کام سے الگ کرنے کا وہ سوال پیدا [illegible] ربانی نہیں

مصلح دوراں کی صداقت چند قرآنی حقائق کی روشنی میں

خدا ترس اور منصف مزاج طالبانِ حق سے اپیل

(۲)

از مکرم حکیم عبد اللطیف صاحب شاہد منشی فاضل ادیب فاضل نزیل قادیان

اسی ضمن میں خاکسار طالبانِ حق کو قرآن پاک کی ایک اور آیت کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے۔ جس میں ابوجہل کی ایک دعا کا ذکر ہے۔ اور وہ یہ ہے وَاِذْ قَالُوا اللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ ابوجہل حالانکہ مقتول یا مفتری علی اللہ نہ تھا۔ الہام اور وحی کا مدعی نہ تھا صرف ایک نبی کا مکذب تھا لیکن اپنی اس بد دعا کے نتیجہ میں قطع دھین کی سزا سے نہ بچ سکا اور کیونکہ اس نے اَوِ ائْتِنَا جمع کا صیغہ استعمال کیا تھا اپنے ساتھ اپنے سخت شدید دشمنِ اسلام اور ساتھ دوسرے مخالفین کو بھی لے ڈوبا۔

حضرت مرزا صاحب نے بارہا اپنی صداقت کو واضح کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے سخت سخت بددعائیں اپنے حق میں کیں ان بد دعاؤں میں سے صرف ایک فارسی بد دعا کے بطور نمونہ چند اشعار نقل کرتا ہوں اور آپ کو خدائے بزرگ و برتر کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اس غضب سے ڈر کر غور کریں کہ کیا کوئی مفتری علی اللہ۔ کیا کوئی مستقل اور وحی و الہام کا جھوٹا مدعی ایسی دردناک بد دعا کر کے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ سکتا ہے؟ آپ فرماتے ہیں ؎

اے قدیر و خالق ارض و سما
اے رحیم و مہربان و راہ نما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر
اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر
گر تو دید ستی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کن منِ بد کار را
شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
آتش افشاں بر در و دیوار من
دشمنم باش و تباہ کن کار من

یہ اتنی دردناک بد دعا ہے کہ آج تک کسی مدعی الہام و وحی نے ایسی دردناک بد دعا نہ کی ہوگی اور کوئی جھوٹا مدعی ایسی دردناک بد دعا اپنے حق میں کر کے اللہ تعالیٰ کی گرفت اور عذاب سے بچ نہیں سکتا اور اگر کوئی مسلمان باوجود ان کے قرآن پاک کی مندرجہ بالا دلیل کے ابوجہل کی اپنے حق میں بد دعا اور ساتھ نیز حضرت مرزا صاحب کے دعوے الہام اور مسیحیت و مہدویت اور مبعوث من اللہ ہونے اور پھر مندرجہ بالا فارسی بد دعا اور ایسی متعدد دوسری بد دعاؤں کو پیش نظر رکھ کر آپ کے دعویٰ کو منجانب اللہ سمجھنے پر مجبور نہیں ہو جاتا تو اُسے چاہیئے کہ پھر اس دعویٰ مسلمانی سے دستبردار ہو جائے۔ کیونکہ ایسا سنگدل انسان مسلمان نہیں بلکہ دہریہ ہے نہ اُسے اللہ تعالیٰ پر یقین ہے۔ نہ یوم آخرت پر۔ نہ قرآن کریم پر ایمان ہے نہ اُس کے بیان کردہ حقائق پر۔

یہاں پر بعض کم علم اصحاب کو جو صداقت کے جویاں ہیں یہ وسوسہ پیش آئے گا کہ جب ایسے واضح دلائل حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر موجود ہیں تو پھر ہزاروں عالم فاضل کیوں آپ کو نہیں مان لیتے۔ اس کا مفصل جواب تو ہم اپنے ایک آئندہ شائع ہونے والے مضمون میں پیش کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے دعویٰ کو صدہا خدا ترس عالموں۔ فاضلوں۔ زاہدوں۔ صوفیوں اور گدی نشینوں نے قبول کیا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سے استخارہ کے بعد متضرعانہ دعاؤں کے بعد اور پھر اکثر نے الہام الٰہی اور کشوف صحیحہ اور رویائے صادقہ کے بعد قبول کیا ہے۔ مختصر جواب قرآن کریم کی ایک آیت پیش کر کے دے دیتے ہیں اللہ تعالیٰ سورۃ مائدہ رکوع ۱۴ پارہ ۷ میں فرماتے ہیں یا ایھا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم الخ الآیہ کہ اے مومنو تم اپنی جانوں کو سنبھالو اگر کوئی گمراہ ہوگا۔ تو اس کا وبال تم پر نہ پڑے گا۔ مذہب کے معاملہ میں ہر انسان خود ذمہ دار ہے اور ہر انسان کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہزاروں راہیں کھول دی ہیں۔ سب سے آسان راستہ استخارہ کا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے پوچھ لیا جائے اس کا طریق خود حضرت مرزا صاحب نے اپنی ایک کتاب "نشان آسمانی" میں بیان فرمادیا ہے طالب حق وہاں سے دیکھ کر اس پر عمل کرے کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہود کے تمام عالموں نے مان لیا تھا؟ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سوائے بارہ حواریوں کے جو بے چارے بہت کم علم لوگ تھے۔ یہود کے کسی نامی گرامی عالم نے بھی مانا تھا؟ بلکہ ہر نبی کے وقت فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَھُمْ مِّنَ الْعِلْمِ کے مصداق منکر ہی رہے اور ان کا علم اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ ہی ثابت ہوا۔

جب آپ دو چار پیسہ کا برتن خریدتے وقت کسی عالم سے نہیں پوچھتے چند آنوں یا روپوں کا کپڑا خریدتے وقت خود اپنے نفع و نقصان کو دیکھنے اور جانچتے ہیں تو طلب حق کے بارہ میں خود کوشش کریں کسی ذریعے احمدی سے لیں حضرت مرزا صاحب کی کتابیں پڑھیں اور اس وقت تک دم نہ لیں جب تک آپ صداقت کو معلوم نہ کر لیں دعائیں کریں استخارے کریں ضرور آپ اس کو پہنچ جائیں گے۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا

مَنْ جَدَّ وَجَدَ۔ فَقَدْ وَجَدَ اب میں طالب حق کے سامنے تیسری آیت پیش کر کے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت بہم پہنچاتا ہوں اس تیسری دلیل میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت کے بارہ میں ایک مرد مومن نے پیش کی تھی جس کا خود اللہ پاک نے ذکر فرمایا ہے یہ بیان ہے کہ مدعی الہام یا رسالت و نبوت کی اگر بعض باتیں جو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کرتا ہے پوری ہو جائیں تو وہ یقیناً سچا اور راستباز ہے اس دلیل کی رُو سے آپ حضرت مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل کتابوں کو ملاحظہ فرماویں۔ (۱) براہین احمدیہ حصہ چہارم (۲) سراج منیر (۳) تریاق القلوب (۴) نزول المسیح (۵) حقیقۃ الوحی۔ ان پانچوں کتابوں میں آپ نے اپنے ان کئی سو نشانوں کا ذکر کیا ہے۔ اور بیسیوں ان پیشگوئیوں کو بیان فرمایا ہے۔ جن کی اطلاع آپ کو قبل از وقت دی گئی اور جو عین اپنے وقت پر پوری ہوئیں ان میں سے اکثر نشانوں اور پیشگوئیوں کا مخالف سے مخالف بھی انکار نہیں کر سکتا۔ مثلاً لیکھرام کا نشان (۲) ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی کا نشان (۳) قادیان میں طاعون کا آنا اور آپکے تمام اہل وعیال اس سے محفوظ رہنے کا نشان (۴) کئی مخالفوں کا مباہلہ کر کے آپ کی آنکھوں کے سامنے طاعون وغیرہ سے ہلاک ہونے والے نشان (۵) سعد اللہ لدھیانوی کے ابتر رہ کر ہلاک ہونے کا نشان (۶) آپ کی اولاد اور ذریت طیبہ کی ترقی اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے ظہور کا نشان (۷) آپ کے بعد آپکے سلسلہ کا منہاج نبوت کے ماتحت دنیا کے کناروں تک پھیلنے کا نشان (۸) آپ کے بعد خلافت حقہ کے قیام کا نشان (۹) جلسہ اعظم مذاہب میں آپ کے بے نظیر مضمون کے غلبہ کا نشان (۱۰) جنگ عظیم میں زار روس کے بحالت زار ہلاک ہونے کا نشان (۱۱) آہ نادر شاہ کہاں گیا، کے الہام کے پورا ہونے کا نشان (۱۲) الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ کا الہام جو جنگ بلقان و ٹرکی کے وقت پورا ہوا۔ (۱۳) آئندہ یاجوج ماجوج یعنی امریکہ برطانیہ اور روس کی جنگ کی پیشگوئی جو لفظ الہ اوہام میں درج ہے اور جس کی بنیاد آجکل اسرائیل اور مصر اور دیگر ممالک اسلامیہ کے درمیان جنگ سے پڑ چکی ہے

ان تمام پیشگوئیوں اور نشانوں کے الفاظ حرف بحرف پورے ہوئے۔ اگر کسی طالب حق کو زیادہ کتابیں پڑھنے کی فرصت نہ ہو تو صرف آپ کی آخری کتاب حقیقۃ الوحی ہی مطالعہ کرے۔ آپ نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں ہر نشان اور پیشگوئی اور معجزہ کے عینی گواہ بھی پیش کئے ہیں۔ جن میں بعض ہندو صاحبان، بعض سکھ صاحبان اور اکثر مخالف مسلمان بھی ہیں کیا کسی کاذب میں یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ اپنے مخالفین کو اپنے نشانوں کا گواہ بنا کر پیش کر سکے اور پھر جن جن ہندوؤں سکھوں غیر مذاہب والوں اور مسلمانوں کے آپ نے نام بطور گواہ لکھے ہیں ان میں سے کسی کو نہ تو اپنی زندگی میں نہ آپ کے بعد یہ جرأت ہوئی کہ وہ اس عینی شہادت کا انکار کر سکیں (باقی)

کسی وقت بھی کوئی خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا

(بقیہ صفحہ نمبر ۵)

ہرگز نہیں۔ خدا نے مشورہ کا حکم دیا۔ مشورہ کے بعد بھی اگر فیصلہ میں غلطی ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم اسے معزول کر دو بلکہ فرمایا فاذا عزمت فتوکل علی اللہ یعنی غلطی کا ازالہ خدا تعالیٰ خود کریگا تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) اگر کوئی یہ کہے کہ ہماری مراد معمولی غلطیاں نہیں بلکہ کبائر مراد ہیں جو کسی وقت کسی خلیفہ سے سرزد ہو سکتے ہیں۔ جنکی وجہ سے اسے معزول کیا جا سکتا ہے تو میں یہ کہوں گا یہ بالکل باطل خیال ہے خلیفہ کے نامزد کرنے یا قوم کے اتفاق یا اکثریت سے منتخب ہونے والا شخص ہو سکتا ہے۔ جسکے متعلق اس قسم کی باتوں کا کبھی وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ سابقہ تجربہ یہی بتاتا ہے۔ خلفاء راشدین کا انتخاب الہامی تھا جس کے متعلق ایسا باطل خیال قابل قبول نہیں۔ اور یہی قوم کا عملی فیصلہ ہے۔

(۳) خلفاء کے بوڑھا ہو جانے کی وجہ سے کام کے اہل نہ رہنے کا خیال تو اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں جب یہ امر مسلّم ہے کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے تو پھر اسکی معزولی کا معاملہ بھی اسکے اپنے ہاتھ میں ہے وہ جب یہ دیکھے گا کہ کوئی خلیفہ اس قدر کمزور ہو گیا ہے کہ وہ قوم کے زمام کے بوجھ کو اٹھانے کے قابل نہیں رہا تو وہ اُسکی بجائے کسی دوسرے خلیفہ کا انتظام کر دیگا اور اُسے اپنے پاس بلا لیگا۔ ہمارے سامنے خلفائے راشدین کی مثال موجود ہے کہ وہ بوڑھے بھی ہوئے مگر خدا نے انکو معزول نہ کیا۔ پس خدا تعالیٰ اُنکی پشت پر ہوتا ہے وہ

صحابہ کیونکہ زیادہ العقل ہونے سے بھی بچا سکتا ہے۔ ان کا دماغ قوم کے افراد سے کام لے سکتا ہے۔ آخر صرف اکیلا خلیفہ تو قوم کا سارا کام نہیں کر سکتا اور نہ کسی قوم کا لیڈر خود ہی قوم کا سارا بوجھ خود اُٹھا رہا ہوتا ہے۔ نہ دنیا میں کبھی ایسا ہوا ہے اصطلاحاً یہی حقیقت ہے۔ تو کیفیت اپنے متعلقین زیادہ نظام اور انتظام رکھ لانے سے بھی کام لے سکتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی حقیقت ہے کہ جوں جوں انسان کی عمر بڑی ہوتی ہے اُسکی عقل اور تجربہ بھی بڑھتا ہے بوڑھوں کا دماغ ہی کام کیا کرتا ہے وہ بہترین تجربہ کار

اسلام اور مسلمانوں کا بہت بڑا محافظ

بقیہ صفحہ نمبر ۲

قعر مذلت میں گرتا چلا گیا۔

اگر ہم معمولی تدبر کی نگاہ اس آیت کریمہ پر ڈالیں تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ کہ درحقیقت اس آیت میں اس قادر و توانا خدا کے عظیم الشان وعدہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں قوم مسلم کو دنیا میں غیر معمولی عزت بخشی جاتی ہے۔ مگر افسوس کہ آج مسلمان ظاہری دنیوی اقتدار کے حصول کے لئے تو ہاتھ پاؤں مارتا ہے مگر اپنے دل میں محمد رسول اللہ صلے اللہ کی محبت اور سچے ایمان کی حکومت قائم کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ اس عظیم الشان وعدہ کی پہلی شرط آمنوا ہے اور دوسری شرط یہ ہے کہ اس کے مطابق عمل صالح بجا لاتا ہے۔ اس کے بعد لیستخلفنھم کا وعدہ پورا ہو کر لیبدلنھم من بعد خوفھم امنا کی صورت پیدا ہوتی ہے

پھر آیت کے الفاظ نہایت ہی واضح طور پر اس بات کو بھی کھول کر بیان کر رہے ہیں کہ خلعت خلافت کی عطا، خدا تعالے نے اپنی طرف منسوب کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی آئندہ ترقی و سربلندی خلافت کے ساتھ وابستہ ہے اور اس عہدہ پر سرفرازی اُس کے اپنے ہاتھ میں ہے جسے اُس کی نظر انتخاب اس عہدہ جلیلہ کے قابل سمجھے اُس کے حق میں وہ الہیٰ وعدے بھی پورے ہوں گے ورنہ ہر کس و ناکس جو خود اس مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ اس مقصد کو ہرگز پا نہیں سکتا

چنانچہ ہمدردانِ قوم نے جب بھی اس پہلو سے مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت پر نظر کی تو وہ اس نتیجہ پر پہونچے کہ احیاء خلافت کے بغیر قوم مسلم کی بیداری ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے ہندوستان میں خلافت کی تحریک اُٹھانے والے قابل دماغوں نے بھی اس پر صاد کیا۔ مگر اس کے لئے جد و جہد کرنے والوں کی صرف تشخیص مرض کی حد تک تو درست تھی۔ مگر مطلق تشخیص مرض سے حصول صحت ممکن نہیں جب تک صحیح علاج کے وہ ذرائع عمل میں نہ لائے جائیں جو صحت کو قریب تر کر دیں چنانچہ اسی جگہ بھی یہی ہوا کہ ان ذرائع کے فقدان کی وجہ سے یہ تحریک ناکام رہی۔ اور اس کی ناکامی بھی درحقیقت قدرت کی طرف سے ایک مخفی اشارہ تھا کہ خلافت کا قیام خدا کی طرف سے عمل میں لایا جاتا ہے یہ بندوں کے بس کا روگ نہیں کہ وہ خود اس کا علاج کر سکیں۔ جس کسی شخص کو خدا ہی اس منصب اعلےٰ پر فائز کرے وہی اس کی غیر معمولی تائید و نصرت سے کامیاب و کامران ہو سکتا ہے۔ دوسرا ہرگز نہیں۔

پھر احادیث کے مطالعہ سے یہ بات پایۂ ثبوت پہونچتی ہے کہ اُمت محمدیہ کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ وعدہ دیا گیا ہے۔ کہ آخری زمانہ میں خلافت علی منہاج النبوۃ قائم کی جائے گی۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے اپنے وعدہ کو بر وقت پورا کر دکھایا۔ اب جس کی آنکھیں ہوں دیکھ لے اور جس کے کان ہوں وہ ان حقائق کو سن لے اور ہم نہایت مسرت کے ساتھ پہلے اپنے ہموطن بھائیوں کو پھر روئے زمین کے مسلمانوں کو یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ خدا کے فضل سے یہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہو چکی ہے۔ اور آج سے پون صدی پہلے قادیان کی سرزمین میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ سچا خادم سورۃ جمعہ کی آیت کے مطابق آخری زمانہ کی اصلاح کے لئے آپ ہی کا ظل کامل بن کر آیا۔ جن کی وفات کے بعد سلسلہ احمدیہ میں قرون اولیٰ کی طرح خلافت حقہ کا سلسلہ .... جاری ہوا۔ جس کی برکات کے شیریں پھل ہمارے سامنے ہیں آج محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت دلوں پر قائم ہو رہی ہے اور وہ قوم جو آج سے کچھ عرصہ پیشتر دنیا کے اس محسن اعظم کی ذات کو طرح طرح کے اعتراضات کا نشانہ بنائے ہوئے تھی۔ اُس کے جگر گوشے اس نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں جکڑے جا رہے ہیں اور یہ دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔

پس اسلام اور مسلمانوں کی حقیقی حفاظت کا راز بذریعہ خلافت حقہ کا قیام ہے اس کے بغیر کسی اور طریق سے ان کی حفاظت کے وسائل تلاش کرنا سعی لاحاصل ہے!!

انصار اللہ سے حضرت اقدس ایدہ اللہ کا روح پرور خطاب (بقیہ صفحہ ۸)

جماعت میں نئی بیداری پیدا کر دی ہے۔ جماعت کے تمام طبقوں خدام۔ انصار اور اطفال نے نئے سرے سے یہ عزم اور عہد کیا ہے۔ کہ ہم اپنی جانیں دے کر بھی خلافت کی حفاظت کریں گے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ تمہیں اپنا یہ عہد پورا کرنے کی توفیق دے۔ اور اس کی مدد و نصرت تمہارے شامل حال رہے۔

درحقیقت حیّ و قیوم خدا ہی کی ذات ہے اس لئے وہی زندہ بھی رہتا ہے جسے اس کی مدد حاصل ہو۔ تم نے خدا کی مدد کے نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ ابھی تین سال ہوئے جب لوگ یہ کہہ رہے تھے۔ کہ اب احمدیوں کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ اس وقت خدا نے میری زبان سے یہ الفاظ نکلوائے تھے کہ خدا ہماری مدد کے لئے آرہا ہے۔ پھر جلد دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ کہ خدا کس طرح مدد کے لئے دوڑ کر آیا۔ اور کس طرح اس نے معجزانہ رنگ میں احمدیوں کو بچا لیا۔

(نعرہ ہائے تکبیر۔ احمدیت زندہ باد۔ فضل عمر زندہ باد)

میرا خدا اگر ۱۹۵۳ء میں مدد کے لئے دوڑ کر آسکتا تھا تو یقیناً آج بھی آسکتا ہے۔ ہاں شرط یہ ہے کہ جماعت اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہے۔ اگر تم اپنے عہد پر قائم رہو گے۔ تو پھر بہت جلد اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔ کہ کس طرح اللہ تعالےٰ خلافت کے خلاف فتنہ کھڑے کرنے والوں کو اور ان کی مدد کرنے والوں کو ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ پس اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے قلوب میں خدا کی محبت پیدا کرو۔ پھر وہ بھی تمہارے ساتھ محبت کرنے لگے گا اور جب وہ تمہارے ساتھ محبت کریگا تو پھر یقیناً وہ آپ تمہاری حفاظت بھی کریگا۔ دشمن ابھی گھر سے بھی نہ نکلے گا کہ خدا عرش پر سے تمہاری مدد کے لئے اتر آئیگا۔ تمہاری طرف اگر کوئی ترچھی نظر سے بھی دیکھے گا۔ تو خدا کے فرشتے اتر کر تمہاری حفاظت کریں گے۔ انشاء اللہ

(الفضل ۱۴ ۲۱)

مصر پر برطانیہ اور فرانس کے جارحانہ اقدام کی مذمت

جمعیۃ العلماء مدراس کے ایک جلسہ میں احمدی مبلغ کی تقریر

مدراس ۵ نومبر۔ جمعیت العلماء مدراس کے زیر اہتمام مورخہ ۵ نومبر کو سینٹ میری ہال میں ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت مولانا عبد اللطیف صاحب فاروقی منعقد ہوا۔

اس اجلاس کی کارروائی کا آغاز مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ کی تلاوت سے ہوا۔ اس جلسہ کے انعقاد کی غرض و غایت یہ تھی۔ کہ برطانیہ اور فرانس اور اسرائیل نے جو مصر پر جارحانہ اقدام کیا ہے۔ اس کی مذمت کی جائے اور حکومت ہند سے درخواست کی جائے کہ وہ اس بارہ میں جلد اور مناسب اقدام کرے۔ چنانچہ اس جلسہ میں مختلف ہندو اور مسلم لیڈران نے تقاریر کیں اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی سلسلہ کو بھی اسی جلسہ میں تقریر کا موقعہ دیا گیا۔ آپ نے اس اجلاس میں پیش کردہ ریزولیوشن کی تائید میں زوردار تقریر کی۔ معززین نے آپکی تقریر کو پسند کیا اور دوران تقریر میں بار بار تالیوں سے اپنی خوشی کا اظہار کیا۔

محمد رفیق [illegible] احمدیہ مدراس

اخبار احمدیہ (بقیہ صفحہ ۱)

آپ ۱۸۹۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے آپ نے انہی دنوں خواب میں دیکھا کہ عمر ۵۰ برس ہوئی۔ حضرت اقدس سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا خدا تعالےٰ اسے دگنی کرنے پر قادر ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ نے ۱۰۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس طرح آپکی زندگی بھی ایک نشان تھی۔ اور موت بھی ایک نشان ثابت ہوئی۔ یہ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل ہے کہ آپ کے تین صاحبزادے خدمت دین کر رہے ہیں۔ ایک مکرم مولوی عبد الغفور صاحب فاضل مربی سلسلہ سورت دوسرے مکرم مولوی صالح محمد صاحب مبلغ افریقہ میں خدمات سلسلہ بجا لا رہے ہیں۔ تیسرے میاں عبد الرحیم صاحب قادیان میں درویش ہیں۔

ادارہ بدر آپ کی وفات پر دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کے درجات بلند فرماتے ہوئے اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے ان کا ہر طرح حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

بجٹ ۵۸-۱۹۵۷ء

جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے سیکرٹریان مال کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ماہ ششماہی ختم ہو چکی ہے اور ماہ دسمبر میں بجٹ جو جماعتہائے احمدیہ ہندوستان ۱۹۵۶ء صدر انجمن احمدیہ میں بغرض منظوری پیش کرنے ہیں۔ اس لئے آپ جلد از جلد اپنی جماعت کا بجٹ ۵۷-۱۹۵۶ء تشخیص کر کے مرکز میں ارسال کریں۔ اس سلسلہ میں فارم بجٹ ہر جماعت کو بھیجے جا رہے ہیں امید ہے کہ آپ سب اس طرف خاص توجہ کرینگے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ ناظر بیت المال قادیان

مقاماتِ مقدسہ قادیان کی غیر معمولی مرمت

اور

احبابِ جماعت کا فرض

پیشتر ازیں بذریعہ اخبار بدر اور بسرکلر جملہ احباب جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے کہ گذشتہ چند سالوں میں قادیان کے مقدس احمدیہ ابنیہ بالشمول مسجد مبارک۔ مسجد اقصیٰ۔ دار المسیح۔ مدرسہ احمدیہ اور مہمان خانہ کی عمارتوں کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ اور وہ فوری مرمت و تعمیر کی محتاج ہیں۔ اس غرض کے لئے چندہ کی تحریک نظارت ہذا کی طرف سے کی جا چکی ہے۔ لیکن ابھی تک ہماری درخواست پر بہت کم احباب اور جماعتوں نے اس اہم ضرورت کو محسوس کر کے اس میں حصہ لیا ہے۔

حال ہی میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے ماہرین فن کو معائنہ کے لئے قادیان بھجوایا۔ جن کے اندازہ کے مطابق فوری اور ضروری مرمتوں کے اخراجات کا اندازہ قریباً تینتیس ہزار روپے بنتا ہے۔ اور یہ غیر معمولی خرچ ایسا ہے کہ جس کے لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سالانہ معمولی بجٹ میں گنجائش نہیں ہے۔ اور ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر جماعت کے احباب اس قومی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے اس کار خیر کی تکمیل کی طرف توجہ فرماویں۔

اس غرض کے لئے احباب جماعت کو چندہ کی اپیل کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

"قادیان کے اکثر مقامات کافی شکستہ ہو کر قابل مرمت ہو رہے ہیں۔ اور یہ صورت حال عمارتوں کے لئے سخت خطرناک ہے اور جماعت کا فرض ہے کہ قادیان کی مقدس عمارتوں خصوصاً مسجد مبارک۔ مسجد اقصیٰ اور دار المسیح کو محفوظ رکھنے کے لئے پوری توجہ اور واجبی کوشش سے کام لیا جاوے۔ اگر اس کام پر وقت پر توجہ نہ دی گئی۔ تو بعد میں زیادہ نقصان کا اندیشہ ہے۔ عمارتوں کا یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ اگر چھوٹی سی شکستگی اور دراڑ کو بھی مناسب وقت پر نظر انداز کر دیا جاوے تو کچھ عرصہ کے بعد بہت بھاری اور غیر معمولی اخراجات کی متقاضی ہو جاتی ہیں۔ پس جماعت کے جملہ دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کار خیر کی طرف فوری توجہ فرماویں۔ اور قریب ترین عرصہ میں اتنا روپیہ جمع کر دیں کہ قادیان کی مقدس عمارتوں اور ان کے علاوہ درویشوں کے مکانوں کی خاطر خواہ مرمت ہو سکے ورنہ وقت گذر جانے کے بعد یہی کام جو اب چند ہزار روپیہ خرچ کر کے کیا جا سکتا ہے لاکھوں روپے دے کر بھی کرنا مشکل ہو جائے گا۔"

اسکے بعد فرماتے ہیں کہ:-

قومیں اپنی روایتوں اور مقدس مقامات کی وابستگی کیساتھ زندہ رہتی ہیں۔ سکھ قوم نے یہاں تک کیا کہ جہاں حضرت باوا نانک نے چند گھنٹے بھی قیام کیا یا جہاں اتفاقی طور پر بھی ان کا قدم پڑ گیا یا جہاں کسی درخت کے نیچے انہوں نے چند لمحے ٹھہر کر آرام کیا اُسے بھی انہوں نے گویا اپنا مقدس مقام قرار دے کر اس کی حفاظت اور اس کے اکرام کو ایک قومی فرض قرار دے لیا۔ تو کیا اسلام اور احمدیت کے نام لیوا ان مقامات کی واجبی مرمت سے غفلت برتیں گے جہاں ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے جہاں انہوں نے اپنی زندگی کے ایام گذارے جہاں انہوں نے اپنے خدا کی دن رات عبادت کی۔ جہاں ان پر خدا تعالیٰ کی تازہ بتازہ وحی نازل ہوتی رہی۔ جہاں وہ اپنے مخلص صحابہ کی جماعت کی دینی اور روحانی تربیت فرماتے رہے۔ اور جہاں وہ ایک مقدس مزار میں مدفون ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کا مندرجہ بالا ارشاد مخلصین جماعت کی فوری توجہ بیداری اور فرض شناسی کیلئے کافی ہونا چاہئیے لہٰذا نظارت ہذا جملہ احباب جماعت کو خدمت اور حفاظت شعائر اللہ کے اس موقعہ پر مالی شرکت کی اپیل کرتے ہوئے یہ توقع رکھتی ہے کہ ہر احمدی خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں آباد ہو اس مبارک تحریک میں حصہ لیکر فرض شناسی کا ثبوت دے گا۔ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کا اولین فرض ہے کہ وہ اس تحریک میں زیادہ سے زیادہ چندہ دیکر قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔ مبلغین جماعت احمدیہ و داران مال کو چاہیئے کہ وہ اس تحریک کو ہر فرد تک پہنچا دیں۔ (اور) بعد وصولی وصولی شدہ رقوم مع فہرست نظارت ہذا کو مطلع فرمادیں۔

ناظر بیت المال قادیان

وادیٔ سینا

مصر اور اسرائیل کی سرحد سے نہر سویز تک کوئی ڈیڑھ سو میل کا فاصلہ ہے جو تقریباً صحرائے سینا پر مشتمل ہے۔ نخل روڈ جنکشن بھی اسی صحرا میں سویز سے کوئی ۷۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ صحرائے سینا کے جو اس وقت میدان جنگ بنا ہوا ہے۔ چاروں طرف اسرائیل، اردن اور سعودی عرب کی سرحدیں ملتی ہیں۔ اسی صحرا میں جو وادیٔ سینا کی وجہ سے مشہور ہے کوہ سینا کی چوٹی "طور" پر ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جلوۂ خداوندی کھائی دیا تھا۔ سینا کا سلسلہ کوہ پنسلا کی شکل میں ہے جس کے دونوں طرف بحیرۂ احمر کی شاخیں پھیلتی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک شمال کی جانب چلی جاتی ہے۔ اور اسے خلیج کلثوم کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جو نہر سویز کے ذریعہ بحیرۂ روم سے ملی ہوئی ہے۔ دوسری شاخ مشرق کی طرف چلی جاتی ہے جسے خلیج عقبہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ وادیٔ سینا کا وہ حصہ جو کوہ سینا کے ساتھ ہے۔ قاہرہ سے کوئی ۲۶۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور قاہرہ سے یہاں تک پہنچنے میں عام طور پر دس دن لگتے ہیں۔ کوہ سینا کا سلسلہ کافی دور تک پھیلتا جاتا ہے۔ مگر یہ پہاڑ خشک ہے۔ اور صحرا کے ریتلے میدان کے درمیان واقع ہے۔ یوں تو اس صحرا میں ہر طرف خشک اور بنجر پہاڑیاں نظر آتی ہیں۔ لیکن کوئی بارہ میل کی لمبائی میں کچھ زیادہ ہی نظر آتی ہیں۔ شمالی سلسلۂ کوہ کی سب سے بلند چوٹی کو "طور" کہا جاتا ہے اور اس پر چڑھائی بہت مشکل کام ہے۔ کیونکہ یہ سیدھی اوپر کی جانب چلی جاتی ہے۔ اس پہاڑ کی چڑھائی پر ڈھائی میل کی بلندی پر سینٹ کیتھرائن کا کونٹ واقع ہے جس کی عمارت ۲۰۰ فٹ لمبی اور اتنی ہی چوڑی ہے۔ یہ عمارت جو بڑی ہی قدیم ہے۔ بہت قیمتی پتھروں کی بنی ہوئی ہے۔ اس پر بے اندازہ محنت اور روپیہ خرچ ہوا ہوگا اس کے قریب تازہ اور ٹھنڈے پانی کا ایک چشمہ ہے۔ جسے ایک معجزہ کی برکت تصور کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اتنی بنجر خشک اور اونچے پہاڑ پر بظاہر اس چشمہ کی کوئی منطق نظر نہیں آتی۔ اسی وادی میں ایک اور پہاڑی پر ایک چشمہ کو عصائے موسیٰ کی کرامت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (ماخوذ)

اعلان دعا

کیخ وال نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جو ایک گندہ ٹریکٹ سات ماہ قبل شائع کیا تھا اس پر حکومت کی طرف سے زیر دفعہ ۲۹۵ اے مقدمہ چلایا گیا ہے جو جناب سردار جیپال سنگھ صاحب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں زیر سماعت ہے ۱۲/۱۱/۵۶ کو بٹالہ میں خاکسار کی حکومت کی طرف سے شہادت ہوئی۔ بقیہ شہادت ۲۸ دسمبر کو ہوگی۔ اسی طرح مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی کی بھی شہادت ہوگی۔ احباب کو دعاؤں کی درخواست ہے۔ خاکسار ملک صلاح الدین ناظر امور عامہ و خارجیہ قادیان۔